اخلاص وخیر خواہی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

آج کل ہر جگہ نفسانفسی اور کشاکشی ہے، کسی کو کسی سے کوئی سروکار نہیں، ہر ایک اپنے مفادات اور مقاصد کے پیچھے دوڑ رہا ہے، دین ومذہب اور اسلامی اخوت کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، مسلمان کے دل سے مسلمان کی خیر خواہی کا تصور مٹ گیا ہے، حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُہرا کر فرمایا: ''دین اخلاص اور خیر خواہی کا نام ہے۔'' چنانچہ ترمذی شریف میں ہے:

> ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُہرا کر فرمایا کہ: ''دین اخلاص وخیر خواہی کا نام ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس کی خیر خواہی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی، اس کی کتاب کی، مسلمانوں کے حکام اور عام مسلمانوں کی۔''

''نصیحت'' عربی زبان میں بڑا جامع لفظ ہے جس کا ترجمہ اردو میں کسی مفرد لفظ سے کرنا مشکل ہے۔ اس کا مفہوم خلوص اور خیر خواہی کے الفاظ سے ادا کیا جاتا ہے، یعنی جس کے ساتھ جو معاملہ ہو خلوص اور خیر خواہی پر مبنی ہو، اس میں کھوٹ اور ملاوٹ کا شائبہ نہ ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس سے شرک کی نفی کرنا، اس کی صفات میں کجروی اختیار نہ کرنا، اس کو تمام صفاتِ کمال وجلال کے ساتھ ماننا، اس کو تمام نقائص سے پاک اور منزہ سمجھنا، اس کی طاعت وبندگی بجالانا، اس کی نافرمانی سے پرہیز کرنا، کسی سے صرف اس کی خاطر محبت اور بغض رکھنا، اس کے فرمانبرداروں سے دوستی اور اس کے نافرمانوں سے دشمنی رکھنا، اس کے ساتھ کفر کرنے والوں کے مقابلہ میں جہاد کرنا، اس کی نعمتوں کا اقرار کرنا اور ان پر شکر بجالانا، تمام امور میں اس سے اخلاص کا معاملہ کرنا،

تمام اوصاف مذکورہ کی دعوت اور ترغیب دینا اور تمام لوگوں سے ملاطفت کرنا۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص وخیرخواہی کا معاملہ کرنا درحقیقت خود بندے کا اپنی ذات سے خیرخواہی کرنا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کسی خیرخواہ کی خیرخواہی سے غنی ہیں۔

کتاب اللہ کے ساتھ خلوص وخیرخواہی کا مطلب ہے اس بات پر ایمان رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کا نازل فرمودہ کلام ہے، مخلوق کا کوئی کلام اس کے مشابہ نہیں، مخلوق میں کوئی اس کی مثل لانے پر قادر نہیں، قرآن کریم کی تعظیم کرنا، خوب اچھی طرح اس کی تلاوت کرنا، تلاوت کے وقت خشوع اختیار کرنا، تلاوت میں حروف والفاظ کو صحیح صحیح ادا کرنا، تحریف کرنے والوں کی غلط تأویلات اور طعنہ کرنے والوں کے طعن کا جواب دے کر قرآن کریم کی مدافعت کرنا، قرآن کے تمام مضامین پر ایمان رکھنا، اس کے احکام کو قبول کرنا، اس کے علوم وامثال کو سمجھنا، اس کے مواعظ سے نصیحت حاصل کرنا، اس کے عجیب مضامین اور پہلوؤں پر غور کرنا، اس کے محکم پر عمل کرنا، اس کے متشابہ کو تسلیم کرنا، اس کے عموم وخصوص اور ناسخ ومنسوخ کی تفتیش کرنا، اس کے علوم کا پھیلانا اور اس کی دعوت دینا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اخلاص وخیرخواہی کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت ونبوت کی تصدیق کی جائے اور جو کچھ آپ ﷺ حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے لائے ہیں اس پر ایمان لایا جائے، آپ ﷺ کے امر ونہی کی اطاعت کی جائے، آپ ﷺ کی حیات میں بھی اور بعد از وفات بھی آپ ﷺ کی نصرت ومدد کی جائے، آپ ﷺ کے دوستوں سے دوستی اور آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے، آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کی جائے، آپ ﷺ کے طریقہ وسنت کو زندہ کیا جائے، آپ ﷺ کی دعوت کو پھیلایا اور آپ ﷺ کی شریعت کی نشر واشاعت کی جائے، اس پر کیے گئے اعتراضات کی نفی کی جائے، علوم شرعیہ کی تحصیل کو شعار بنایا جائے، ان میں تفقہ حاصل کیا جائے، ان کی دعوت وترغیب دی جائے، ان کی تعلیم وتعلم میں شفقت ولطف سے کام لیا جائے، ان کی عظمت وجلالت کو ملحوظ رکھا جائے، ان کی قراءت کے وقت ان کا ادب بجالایا جائے اور بغیر علم کے ان میں گفتگو کرنے سے رُکا جائے، علوم شرعیہ کے حاملین کا علم کی نسبت سے احترام کیا جائے، آپ ﷺ کے اخلاق وآداب کو اپنایا جائے، آپ ﷺ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھی جائے، جو شخص آنحضرت ﷺ کی سنت کے مقابلہ میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نکتہ چینی کرے اس سے کنارہ کشی کی جائے اور اس نوعیت کے دیگر امور۔

ائمۃ المسلمین (مسلمانوں کے حکام) کی خیرخواہی یہ ہے کہ حق میں ان کی معاونت واطاعت کی جائے، ان کو حق کا حکم کیا جائے، لطف ونرمی کے ساتھ ان کو تنبیہ اور یاددہانی کرائی جائے، مسلمانوں کے

جن حقوق سے وہ غافل ہوں یا ان کے علم میں نہ آئے ہوں ان امور کی ان کو اطلاع دی جائے، ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے اور لوگوں کے قلوب کو ان کی اطاعت کی طرف مائل کیا جائے۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی خیر خواہی میں یہ بھی داخل ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے، ان کی قیادت میں جہاد کیا جائے، ان کے پاس صدقات جمع کرائے جائیں اور اگر ان کی جانب سے ظلم و بے انصافی کا مظاہرہ ہو تب بھی ان کے مقابلہ میں تلوار سونت کر نہ نکلا جائے، ان کی جھوٹی تعریفیں اور خوشامدیں کر کے ان کا دماغ خراب نہ کیا جائے اور ان کے لیے صلاح و فلاح کی دعا کی جائے۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام تقریر اس صورت میں ہے جبکہ ائمۃ المسلمین سے خلفاء و حکام مراد لیے جائیں، یہی معنی زیادہ مشہور ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے ائمہ دین اور علمائے دین مراد لیے جائیں، اس صورت میں ان کی خیر خواہی کے معنی یہ ہوں گے کہ ان کی روایت کو قبول کیا جائے، احکام شرعیہ میں ان کی پیروی اور تقلید کی جائے اور ان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے۔

عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی دنیا و آخرت کے مصالح میں ان کی راہنمائی کی جائے، ان کی ایذاء رسانی سے بچا جائے، پس دین و دنیا کی جس چیز سے وہ ناواقف ہوں، اس کی ان کو تعلیم دی جائے اور اس میں قول و فعل کے ذریعہ ان کی اعانت کی جائے، ان کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے، ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کیا جائے، ان سے نقصان دہ چیزوں کو دفع کیا جائے، ان کے منافع کی تحصیل میں کوشش کی جائے، نرمی، اخلاص اور شفقت کے ساتھ ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے، بڑوں کی عزت کی جائے، چھوٹوں پر شفقت کی جائے، عمدہ نصیحت کے ذریعہ ان کی نگہداشت کی جائے، ان سے کینہ اور حسد نہ کیا جائے، ان کے لیے خیر کی انہی باتوں کو پسند کیا جائے جن کو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اور ان کے لیے ان تمام چیزوں کو ناپسند کرے جن کو اپنے حق میں ناپسند کرتا ہے، ان کے مال و آبرو کی حفاظت کی جائے، خیر خواہی کی جو انواع اوپر بیان ہوئی ہیں ان کو ان کے اختیار کرنے کی ترغیب دی جائے اور طاعات و عبادات میں ان کی ہمت افزائی کی جائے۔

یہ وہ شمائل و خصائل ہیں جن کو اپنانے سے معاشرہ رشک ملائکہ بن سکتا ہے، مگر ہماری اس طرف توجہ نہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو رہا ہے اور ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص و خیر خواہی عطا فرمائے اور حدیث نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔